

Analysis of the Maintenance and Welfare of Old Parents and Senior Citizens Act 2019

تمہید:

یہ قانونی بل بوڑھے والدین اور بزرگ افراد کی فلاح و بہبود کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس قانون سازی کا مقصد ایسے والدین اور بزرگ افراد کی فلاح و بہبود کے لئے اقدامات اٹھانا ہے جو کہ اپنی عمر کی وجہ سے خود اپنے لئے نان و نفقة کا بندوبست نہیں کر سکتے اور معاشرے میں بڑھتی بے حسی کی وجہ سے ان کی نافرمان اولاد ان کے ماہانہ خرچ کو اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ایسے بزرگ افراد جو کہ بے اولاد ہیں یا جن کی اولاد انتقال کر گئی ہے، ان کی دلکشی بھال اور ننان و نفقة کے لئے ان کے رشتہ داروں کو اس قانون کے ذریعے پابند کیا جائے گا۔ اس مقصد کیلئے ایسے بزرگ ٹریوں میں درخواست دے سکیں گے جو کہ نافرمان اولاد اور رشتہ داروں کو قانونی طور پر ننان و نفقة کا ذمہ دار بنائے گا اور ستبراری اختیار کرنے والوں کو سزا بھی دے گا۔ اس کے علاوہ اس قانون کے تحت بزرگ کا رد بھی جاری کیا جائے گا جس سے بزرگ افراد کی فوائد اٹھا سکیں گے۔

جائزوں:

دفعہ:

اس ایکٹ کی دفعہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ قانون دار الحکومت اسلام آباد میں نافذ ہو گا۔ ۱۸ اویں ترمیم کے بعد تمام صوبوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے تحت قانون سازی کر سکتے ہیں۔ اس طرح کے صوبائی قوانین صرف متعلقہ صوبے میں نافذ ہوتے ہیں۔ یہ بھی اسی قسم کا قانون ہے۔

دفعہ ۲:

ایکٹ کی دفعہ ۲ میں تعریفات بیان کی گئی ہیں۔ اس دفعہ کی ذیلی دفعہ (m) میں Senior Citizens کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے کہ یہ وہ شہری ہونگے جو کہ 60 سال کی عمر کے ہونگے اور پاکستان میں رہائش پذیر ہونگے۔ ذیلی دفعہ (e) میں بچوں کی تعریف کرتے ہوئے ان بزرگوں کے اپنے حقیقی بچوں کے ساتھ ساتھ اس تعریف میں قانونی ورثا اور بزرگ افراد اور والدین کے ساتھ رہائش پذیر افراد کو بھی اس ایکٹ میں ان کا بچہ کہا گیا ہے۔

(نوٹ) اس قسم کی تعریف پہلی بار دیکھنے میں آئی ہے کیونکہ لفظ بچہ کی تعریف میں ہمیشہ حقیقی بچہ ہی تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں مخفی بزرگ افراد کے ساتھ رہنے والے افراد کو ان کا بچہ قرار دے دیا گیا ہے۔ جو کہ کافی مضجع کھیز ہے۔ گویا ان بزرگ افراد کا کوئی ملازم یا کوئی

پڑو سی بھی اس تعریف کا فائدہ اٹھاتے ہوئے خود کو ان کا بچہ قرار دلو سکتا ہے۔

اسی طرح تعریفات میں ذیلی دفعہ (۱) میں رشتہ دار Relative کی تعریف بیان کرتے ہوئے ہے بے اولاد بزرگ افراد Childdless Senior Citizen کے ایسے ورثاء کو قرار دیا گیا ہے جو کہ ان کی جائیداد کا قبضہ رکھتے ہوں یا ان کی وفات کے بعد ان کی جائیداد وراثت کے ذریعے حاصل کریں گے۔ حالانکہ کسی بھی شخص کی جائیداد اسکی موت کے بعد ہی ترکہ یا وراثت بنتی ہے۔ حال میں کسی کو کسی زندہ فرد کی جائیداد کا مالک یا وراثت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کسی زندہ شخص کے رشتہ داروں کے لیے قانون کی زبان میں لفظ Legal یعنی قانونی وارث کا لفظ استعمال نہیں ہو سکتا کیونکہ جب تک فرزند نہ ہے اسکی کسی قسم کی جائیداد چاہے وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ، کسی قسم کا کوئی حق وغیرہ کسی کو بھی بذریعہ وراثت منتقل نہیں ہو سکتا۔ قانون ساز ادارے نے اس بات کو نظر انداز کر دیا کہ مستقبل میں حاصل کی جانے والی کسی جائیداد کے حوالے سے کسی شخص پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں کی جا سکتی الائی کہ اس حوالے سے اس شخص کو دیوانی یا فوجداری سزا دی جائے۔

درactual اس ذیلی دفعہ میں دو بالکل مختلف معاملات کو ایک ہی نظر سے دیکھا جا رہا ہے جو کہ یہ ہیں:

۱۔ اگر کسی بے اولاد شخص کی کسی جائیداد پر کسی ایسے شخص کا قبضہ ہو یا بے اولاد شخص نے خود انتظام یا انصرام کے لیے دے رکھی ہو جو اس جائیداد کو اس بے اولاد شخص کی وفات کے بعد بطور وارث حاصل بھی کرنے والا ہو؛ اور

۲۔ کسی بے اولاد شخص کی کوئی جائیداد، کوئی شخص بذریعہ وراثت اس بے اولاد شخص کی وفات کے بعد حاصل کرے۔

اس ذیلی دفعہ میں ان دونوں صورتوں کے صرف or لکھ کر ایک ہی تعریف میں لے آئے ہیں حالانکہ دونوں صورتحال ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں اور ان کے قانونی مضمرات بھی مختلف ہیں۔

دفعہ ۳: کمیشن برائے بوڑھے والدین اور بزرگ شہریوں کی فلاج و بہبود:

کمیشن کی تشكیل: دفعہ ۳ کے مطابق حکومت اس قانون کے منظور ہونے کے بعد ۶ ماہ کے اندر اندر بوڑھے والدین اور بزرگ شہریوں کی فلاج و بہبود کا کمیشن بنائے گی۔

دفعہ ۴:

اس دفعہ میں اس کمیشن کے ممبران کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہ کمیشن ایک چیئر پرنس جو کہ متعلقہ division کا منسٹر ہو گا، دو ممبران سینیٹ جن کی عمر ۶۰ سال تک ہو گی اور جو کہ چیئر پرنس سینیٹ کی طرف سے نامزد ہونے لگے اسی طرح دو ممبران قومی اسمبلی جن کی عمر ۶۰ تک ہو گی اور جو کہ اسپیکر قومی اسمبلی کی طرف سے نامزد ہونے لگے اور ایک ممبر چیئر میں CDA جبکہ ایک ممبر اس کمیشن کا سیکرٹری ہو گا۔ ممبران کی مدت ۳ سال کے لئے ہو گی۔

دفعہ ۵:

اس دفعہ میں ممبر ان کمیشن کی الہیت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ پاکستان کے شہری ہونگے اور ماضی یا حال میں کسی بھی معاملہ میں سزا یافتہ نہیں ہوں گے۔ یہ ممبر ان ماضی یا حال میں حکومتی ملازمت سے برخاست یا نکالے ہوئے یا نااہل افراد بھی نہیں ہوں گے۔ انہیں اس کمیشن سے کسی قسم کی کوئی مالی یا کسی اور مفاد میں کوئی دلچسپی نہیں ہوگی۔

دفعہ ۶ کمیشن کے اختیارات اور فرائض:

کمیشن وقاً فو قابز رگ افراد کی فلاح و بہبود کی پالیسی کے لیئے تجاویز بنانے کے حکومتی منظوری کے لئے پیش کرتا رہے گا۔ اس امر کے لئے یہ کمیشن ضروری تحقیق اور ڈیٹا جمع کرتا رہے گا۔ ایسے فورم بنائے گا جس سے بزرگ افراد کی شرکت ہو سکے اور ان کی مالی الہیت میں اضافہ ہو سکے۔ میڈیکل یونیورسٹیز اور کالجوں میں Geriatrics کونصاب میں شامل کرنے لئے کوشش کرے گا۔ بزرگ افراد کے بہتر علاج معا الجے کے لئے سہولیات کی فراہمی کو مکن بنانے کے لئے تجاویز دے گا۔ بزرگ افراد کی سماجی معاشرتی حیثیت میں اضافہ کے لئے ان کی تمام ممکنہ جگہوں مثلاً کلب، کمیونٹی سینٹر وغیرہ میں مفت داخلہ ممکن بنائیں گا۔ بڑھتی عمر کے مسائل (صحت وغیرہ) سے نمٹنے کے لئے بزرگ افراد کے لئے ورکشاپ وغیرہ کا انتظام کیا جائے گا۔ دیہی اور شہری علاقوں میں بزرگ اور والدین کی فلاح و بہبود کے لئے تجاویز مرتب کی جائیں گی۔ مزید یہ کہ معاشری سماجی ترقی کے لئے پرائیوٹ اور دیگر عوامی حلقوں کے ساتھ مل کر کوشش کی جائیں گی۔ بزرگوں کی فلاح و بہبود کے لئے کمیٹیاں بنائی جائیں گی۔

والدین اور بزرگوں کی فلاح و بہبود کے لئے سرکاری اور غیر سرکاری سماجی اور معاشرتی تنظیموں کے ساتھ مل کر نیشنل اور اڑ نیشنل لیوں کے اقدامات اٹھائے جائیں گے۔ بزرگوں سے متعلق فلاح و بہبود کی روپریوں اور دیگر مواد کو شائع کروایا جائیگا۔ فلاح و بہبود سے متعلق آگاہی اور بزرگوں کی تعلیم اور تربیت کے لئے مختلف این جی اوز کے ساتھ مل کر سمینار، ورکشاپ اور کانفرنس وغیرہ منعقد کی جائیں گی اور ماس میڈیا کا استعمال کیا جائیگا۔ بے گھر بزرگوں اور والدین کے لئے اولڈ ہوم بنائے جائیں گے۔

دفعہ ۸: بزرگ افراد کے استحقاق:

اس ایکٹ کے تحت بزرگ افراد کو مندرجہ ذیل استحقاق حاصل ہوں گے۔

بزرگ افراد جن کی عمر ۲۰ سال ہو گی وہ بزرگ کارڈ حاصل کر سکیں گے۔ کارڈ کے حامل بزرگ افراد کی قسم کے استحقاق کے مستحق ہوں گے۔ اس دفعہ کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت بزرگ کارڈ حاصل کرنے کے لئے قواعد و ضوابط اور اصول بنائے جائیں گے۔ یہ کون سے اصول ہوں گے؟ یہاں اس بارے میں یہ دفعہ خاموش ہے۔ بظاہر کارڈ کے لئے عمر کی شرط کے علاوہ کوئی شرط نہیں ہے اس کارڈ کے ذریعے کئی عوامی جگہوں جیسے پارک، لاہوری وغیرہ میں اسٹری مفت ہو گی۔ مستحق بزرگ افراد کی مالی امداد ہو سکے گی۔ بزرگ افراد کے لئے عوامی جگہوں مثلاً ہسپتا لوں، بینکوں، شاپنگ مال وغیرہ پر علیحدہ کا ونڈر ہوں گے۔ دوائیوں اور میڈیکل فیس وغیرہ رعایت کے مستحق ہوں گے۔ اس

کے علاوہ علیحدہ میڈیکل وارڈ اور Rehabilitation کیسے یونٹ وغیرہ بھی قائم ہوں گے۔ عوامی ٹرانسپورٹ میں بھی رعایت کے مستحق ہونگے۔

(نوٹ) درج بالا تمام استحقاق قبل تعریف ہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان فوائد کو حاصل کرنے کے لئے اس قسم کی قانون سازی کی ضرورت تھی یا ایک ادارتی پالیسی کی ضرورت تھی۔ کیا یہ تمام فوائد بزرگ شہری اپنے شناختی کارڈ کے تحت ان سرکاری یا غیر سرکاری جگہوں پر حکومتی سطح پر وضع کردہ پالیسی کے تحت حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ کیا عوامی ٹرانسپورٹ یا ہسپتاں میں رعایت تو می شناختی کارڈ کے تحت حاصل نہیں ہو سکتی؟ ان تمام سہولیات کو حاصل کرنے کے لیے علیحدہ سے رجسٹریشن کرو اکر بزرگ کارڈ حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر NADRA سے ہی تمام ریکارڈ حاصل کر لیا جائے تو اس میں کیا شے مانع ہے؟ ضرورت صرف ایک مرکزی پالیسی اور ایک سرکاری گزٹ میں اس پالیسی کا اجراء ہی تو ہے۔

دفعہ ۹ فنڈ:

حکومت پاکستان Pakistan Maintenance and Welfare of Old Parents and Senior Citizen Fund قائم کرے گی جو کہ سرکاری اور پرائیوٹ دونوں ذرائع سے اکٹھا شدہ فنڈ ہوگا۔ اس فنڈ سے کمیشن اس ایکٹ کے مقاصد کو پورا کرے گی۔

دفعہ ۱۰: سرکاری ملازم:

کمیشن کے تمام ممبران تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۱ کے تحت سرکاری ملازم تصور ہوں گے۔

دفعہ ۱۱: ملازمین و آفسران کا تقرر:

کمیشن اس ایکٹ کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ملازمین، افسران اور دیگر ماہرین تقرر کرے گا۔

دفعہ ۱۲: نان و نفقة برائے والدین اور بزرگ افراد:

اس دفعہ کے تحت بزرگ افراد جن میں والدین بھی شامل ہیں جن کے پاس اپنے ذرائع آمدن نہ ہو وہ دفعہ ۱۳ میں نان و نفقة کی درخواست دے سکتے ہیں۔ دفعہ ۲ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت ماں باپ اور داد، دادی وغیرہ جو کہ اپنے بچوں یا کسی ایک بچے کے خلاف جو کہ نابالغ نہ ہوں درخواست دے سکتے ہیں۔ بے اولاد بزرگ ایسے رشتہ داروں کے خلاف درخواست دے سکتے ہیں جو کہ دفعہ ۲ کی ذیلی دفعہ (I) میں بیان کیئے گئے ہیں۔

ایسے بچوں اور رشتہ داروں کی یہ ذمہ داری ہو گی کہ وہ ان بزرگ افراد کی ضروریات کو پورا کریں تاکہ وہ ایک نارمل زندگی گز رسکیں۔ اس کے علاوہ ایسے ورثاء کی بھی ذمہ داری ہو گی کہ جن بزرگوں اور والدین کی جائیدادوں کے وہ وارث ہیں یا جن کی جائیدادیں ان کے قبضہ میں ہیں، ان کو ضروریات زندگی کی فراہمی ممکن بنائیں۔

اس دفعہ کی ذیلی دفعہ (۲) کے تحت کوئی ایسا رشتہ دار جو کہ نابالغ نہ ہوا و رکافی ذرائع آمدن رکھتا ہو، کی ذمہ داری ہے کہ بزرگ فرد کے نان و نفقة کا انتظام کرے بشرطیکہ اس رشتہ دار کے قبضے میں اس بزرگ فرد کی جائیداد ہو یا اس رشتہ دار کو اس بزرگ فرد کی جائیداد بذریعہ دراثت حاصل ہونے والی ہو۔

مزید شرط یہ کہ جہاں ایک سے زائد رشتہ دار، رواثت کے ذریعے کسی بزرگ کی جائیداد حاصل کرنے والے ہوں، وہاں وہ تمام رشتہ دار اسی تناسب سے نان و نفقة کے ذمہ دار ہوں گے جس تناسب سے وہ جائیداد کے حصہ دار بنیں گے۔

(اس دفعہ سے لوگوں کے اندر اپنے بزرگوں کی جائیداد پر قبضہ جمانے کا رجحان پیدا ہو گا کیونکہ اس دفعہ کے تحت جائیداد کا قبضہ رکھنے والوں کو جائیداد ملے گی۔ اس دفعہ سے بھی معاشرے میں انتشار بڑھنے کا اندیشہ ہے۔ لوگ اپنے بزرگوں کی خدمت جائیداد کے لائق میں کریں گے اور ممکن ہے بزرگ افراد کے آخری وقت میں مطلبی رشتہ ان کے اگر درجع ہو جائیں۔)

دفعہ ۳: ننان و نفقة کی درخواست:

اس دفعہ کے تحت ننان و نفقة کی درخواست والدین کی طرف سے یا بزرگ افراد کی طرف سے دی جاسکتی ہے، یا اگر وہ قابلیت نہ رکھتے ہوں تو جڑڑ NGOs کی طرف سے درخواست دی جاسکتی ہے یا ٹریبونل کی طرف سے سوموٹو (از خود نوٹس) بھی لیا جاسکتا ہے۔ دورانِ سماحت ٹریبونل، مدعاعلیہ کو اپنے والدین یا بزرگوں کو عارضی ماہانہ خرچہ یعنی Interim Maintenance حکم دے سکتا ہے۔ ٹریبونل ماہانہ خرچے کے متعلق ایک انکوارٹری بھی کرو سکتا ہے۔ ٹریبونل ایسی تمام درخواستوں کو ۹۰ دن میں نمٹائے گا۔ اگر ایسانان و نفقة کا فیصلہ اگر ایک سے زیادہ مدعاعلیہاں کے خلاف ہوا ہو تو ان میں سے کسی ایک مدعاعلیہ کی وفات سے ایسا حکم، دیگر مدعاعلیہاں کے خلاف متاثر نہ ہو گا۔ اگر مدعاعلیہ بغیر معقول وجوہات کے فیصلہ کی تعییں میں ناکام ہو جائیں تو انہیں اس ضمن میں وراثت جاری کیا جائے گا اور ان پر جرمانہ بھی ہو گا جو کہ ماہانہ خرچہ کا کوئی حصہ ہو سکتا ہے یا پورا ماہانہ خرچ، اس عمل کو وراثت کے بعد بھی کیا گیا تو اسی صورت میں مدعاعلیہ کو سزاۓ قید جو کہ ایک ماہ سے زیادہ ہو سکتی ہے۔

دفعہ ۱۲: اختیارِ سماحت و کارروائی:

اس دفعہ میں دارالحکومت اسلام آباد میں ایسے تمام والدین کے بچوں اور بزرگوں کے رشتہ داروں، جو کہ اپنے والدین اور بزرگوں کی ذمہ داری اٹھانے سے انکاری ہوں، کے خلاف کارروائی چلانے کے لئے کہا گیا ہے جو کہ اسلام آباد کے رہائشی ہوں یا رہ چکے ہوں۔ اس ٹریبونل کو بھی مدعاعلیہ کو نوٹس جاری کرنے اور طلب کرنے کا اختیار ہو گا۔ مدعاعلیہ کی حاضری کو ممکن بنانے کے لئے ٹریبونل کو ضابطہ فوجداری کے تحت محضریت درجہ اول کے اختیارات حاصل ہو گے۔ تمام تر شہادتیں مدعاعلیہ کے سامنے ریکارڈ ہوئی۔ اگر مدعاعلیہ جان بوجھ کر کارروائی کا سامنا نہ کریں تو ایسی صورتحال میں ٹریبونل مدعاعلیہ کی غیر موجودگی میں یک طرفہ فیصلہ کر سکتا ہے۔ اگر مدعاعلیہ غیر ملک میں رہائش پزیر ہو تو ٹریبونل متعلقہ اتحاری کے ذریعہ نوٹس کو ممکن بنایا گا۔ اس دفعہ کے تحت ایسی درخواست پر کوئی کارروائی کرنے سے قبل ٹریبونل معااملے کو متعلق Conciliation Officer بھیج گا جو کہ ایک ماہ کے اندر ادا نہ کر لورٹ ٹریبونل کو دے گا اور اگر اس ماہ میں

پارٹیوں میں کوئی تصفیہ ہو جاتا ہے تو ٹریبونل اس پر اپنا فیصلہ صادر کر دے گا۔ اس دفعہ میں Conciliation Office سے مراد وہ شخص ہو گا جو کہ دفعہ ۱۳ کے تحت کسی NGOs کا نمائندہ یا اس قانون کی دفعہ ۲۲ کے تحت ایک Maintenance Officer یا ٹریبونل کی طرف سے نامزد کوئی نمائندہ ہو سکتا ہے۔

(نوٹ) ذیلی دفعہ (3) کے تحت ٹریبونل کو ضابطہ فوجداری کے تحت محضیٹ درجہ اول کے اختیارات دیتے گئے ہیں گویا اس دفعہ کے تحت ٹریبونل ان بزرگوں اور ان کے بچوں کے معاملات جو کہ یقیناً فیملی معاملات ہونگے ان کو فوجداری ضابطہ کے تحت حل کرے گا اور ان کو جرمانہ یا سزا دے گا۔ حالانکہ فیملی معاملات میں ضابطہ فوجداری کا عمل خل نہیں ہوتا۔ فیملی معاملات کو دیوانی ضابطہ کے تحت چلا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ افراد مجرم نہیں ہوتے بلکہ اخلاقی ضابطہ کی خلاف ورزی کے مرتكب ہونے پر ان کو سزا دی جاتی ہے جو کہ دیوانی سزا ہوتی ہے۔

دفعہ ۱۵: ٹریبونل کی تشکیل:

اس قانون کے مقاصد کو حاصل کے لئے حکومت اس قانون کے نفاذ کے ۲ ماہ کے اندر اسلام آباد کے اندر ایک یا ایک سے زیادہ ٹریبونل بنائیں گی۔ اس ٹریبونل میں ایک حکومتی افسر جو کہ BS 18 کے رینک سے کم نہ ہو گا یا ہائی کورٹ اسلام آباد کی طرف سے نامزد کردہ ایک عدالتی افسر جو کہ BS 18 سے کم نہ ہو گا کا تقرر کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۶: سرسری کارروائی بصورت تفتیشی مقدمہ:

اس دفعہ میں دفعہ ۱۷ کے تحت انکوئری مقدمہ کی صورت میں ٹریبونل سرسری کارروائی Trial Summary کے طریقہ کا اختیار کرے گا۔ اس ٹریبونل کے پاس گواہوں کی گواہی کو ریکارڈ کرنے اور دستاویزات مقدمہ کا حصہ بنانے کے لئے دیوانی عدالت کے اور اگر ضروری ہو تو فوجداری عدالت کے اختیارات ہونگے۔

(نوٹ) یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فیملی معاملات میں عام طور پر افراد اخلاقی بے ضابطگی کے مرتكب ہوتے ہیں ان کو فوجداری سزا کیسے دی جاسکے گی۔ والدین کا خیال نہ رکھنا یا ان کو ننان و نفقہ نہ دینا اپنے فرض سے کوتاہی یا بد اخلاقی ہے یہ کوئی فوجداری جرم نہیں ہے تو پھر ٹریبونل فوجداری عدالت کے اختیارات کیونکر استعمال کرے گا؟

دفعہ ۱۷: نان و نفقہ کی ادائیگی کا فیصلہ:

والدین اور بوڑھے افراد جن کا کوئی ذریعہ آمدنی نہ ہو اور بچوں اور رشتہ داروں کی طرف سے ان کی ذمہ داریوں کی ادائیگی سے کوتاہی یا انکار کر دیا گیا ہو تو اسی صورت میں ٹریبونل ضروری ثبوت و شواہد کے بعد ان ذمہ داروں کو ماہانہ خرچ کا حکم دے سکتا ہے۔ ماہانہ خرچ کا حکم کی طرف سے طے کردہ ہو گا جو کہ ماہانہ دس ہزار سے زیادہ نہ ہو گا۔

(نوٹ) یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک سفید پوش فرد جس کی تخریج، ہی ماہانہ 20 یا 30 ہزار روپے ہو جس پر بیوی بچوں کی بھی ذمہ داری ہو گھر کا خرچہ، پانی، بجلی اور گیس کا بدل، کھانے پینے کے اخراجات اور بچوں کی تعلیمی اخراجات، بیوی کا ننان و نفقہ ان تمام اخراجات

کے ساتھ وہ دس ہزار روپے نان نفقة والدین کو یارشته دار بزرگ افراد کو کیسے ادا کرے گا؟ کیا حکومت وقت نے اس حوالے سے بھی کوئی قانون سازی کی ہے کہ جو اس بڑھتی ہوئی مہنگائی میں افراد کو ان کے اخلاقی فرائض پورے کرنے پر کوئی Incentive دے سکے۔ اس طرح کے تمام قوانین کے اجراء کے وقت قانون ساز ادارے پاکستان میں کم سے کم تنخواہ کو مدد نظر نہیں رکھتے۔ اس لیے زیادہ تر نان و نفقة کے قوانین یعنی فیصلی مقدمات مجموعی طور پر فائدہ کے بجائے نقصان کا باعث ہو رہے ہیں اور منافرت میں اضافہ ہو رہا ہے۔

دفعہ ۱۹: نان و نفقة کے فیصلے کی تعمیل:

اس دفعہ کے تحت نان و نفقة کے فیصلے کی تعمیل (Execution) ضابطہ دیوانی کے تحت ہو گی۔ اس طرح کے فیصلے کی حیثیت وہی ہو گی جو کہ دیگر دیوانی مقدمات میں فیصلوں کو ہوتی ہے۔

(نوٹ) یعنی اس ٹریبونل کے فیصلے کو اسی طریقہ سے Execute کروایا جائے گا جس طرح فیصلی مقدمات میں بیوی اور بچوں کے مقدمات میں نان و نفقة کی تعمیل کروائی جاتی ہے۔ جو پہلے ہی بہت سے مسائل کا شکار ہے۔ اس ضابطہ میں بہت سی تراجمیں اور موجودہ ٹیکنالوجی کے استعمال سے آسانیاں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ موجودہ صورتحال کچھ اس طرح ہے کہ عدالتی فیصلے کی تعمیل کے لیے علیحدہ سے درخواست داخل کرنا پڑتی ہے جو کہ ایک پورے مقدمے کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور فیصلے کی صرف تعمیل ہونے میں ہی سالوں کا عرصہ لگ جاتا ہے۔ ایسی صورتحال میں یہ بظاہر بہت اپیشن نظر آنے والا قانون دیگر فیصلی مقدمات سے زیادہ مختلف نہ ہو گا تو بجائے نیا قانون بنانے کے فیصلی قوانین میں ہی ترمیم کر کے اسے شامل نہ کرتے ہوئے نیا قانون بنانا سمجھ سے بالاتر ہے۔

دفعہ ۲۰: اپیل ٹریبونل کی تشکیل:

حکومت اول الذکر ٹریبونل کے فیصلوں کے خلاف اپیلوں کے لئے ایک اپیل ٹریبونل تشکیل دے گی۔ اس ٹریبونل میں ایک افسر جو کہ BS20 سے کم رینک کا نہ ہو گا یا یہائی کورٹ اسلام آباد کی طرف سے نامزد کر دعاً لیتی افسر جو کہ BS20 سے کم رینک کا نہ ہو، کا تقرر کرے گی۔

دفعہ ۲۱: اپیل:

اپیل ٹریبونل میں ایسے والدین اور بوڑھے افراد جو کہ اول الذکر ٹریبونل کے فیصلوں سے مطمئن نہ ہوں، فیصلے کی تاریخ سے ۲۰ دن کے اندر اپیل کر سکیں گے۔ ٹریبونل کو اختیار ہو گا کہ وہ ان اپیلوں کو بھی ضروری وضاحت کے ساتھ قبول کر لے جو کہ ۲۰ دن کی مدت کے بعد دائر کی جائیں۔ اس ٹریبونل کو اختیار ہو گا کہ وہ مدعا علیہ کو طلب کر کے سابقہ ٹریبونل سے اس مقدمہ کا ریکارڈ طلب کرے اور اس اپیل کے حق میں یا خلاف فیصلہ دے۔

(نوٹ) اس دفعہ میں اپیل کا حق صرف اور والدین یا بزرگ افراد کو دیا گیا ہے جو کہ انصاف کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے۔ عام طور

پر اپیل کا حق فیصلے سے متاثر ہونے والے دونوں فریقین کو دیا جاتا ہے۔ لیکن اس قانون میں اس اصول کو کیوں پس پشت ڈالا گیا ہے اس بات کی وضاحت نہیں کی گئی۔ اس دفعہ میں مزہ کی بات یہ ہے کہ اپیل کے باوجود سابقہ نان و نفقة جاری رہے گا کویا سابقہ فیصلہ نئے فیصلہ کے آنے تک جاری رہے گا جبکہ عام طور پر جب حکم یا فیصلہ کے خلاف اپیل کی جائے تو سب سے پہلے اس حکم امتناعی جاری ہوتا ہے اور سابقہ فیصلہ آنے فیصلہ تک روک دیا جاتا ہے۔

دفعہ ۲۲: افسر برائے نان و نفقة:

حکومت ایک District Social Welfare officer افسر برائے نان و نفقة بنائے گی جو کہ Maintenance officer کے رینک سے کم کے عہدے کا نہیں ہوگا۔

دفعہ ۲۳: بوڑھے افراد کے لئے اولڈ ہوم کی تعمیر:

اس دفعہ کے تحت حکومت وقت بوڑھے افراد کے لئے اولڈ ہوم / بزرگوں کے لیے رہائشی گھر بنائے گی۔

دفعہ ۲۴: والدین اور بزرگوں کی ذمہ داریوں سے دستبراری:

والدین اور بزرگوں کی ذمہ داریوں سے دستبراری کی صورت میں سزا نے قید جو کہ زیادہ سے زیادہ تین ماہ تک یا جرمانہ جو کہ زیادہ سے زیادہ پچیس ۲۵ ہزار روپے یا دونوں سزا نئیں ہو سکتی ہیں۔

دفعہ ۲۵: قابل دست اندازی جرائم:

بالا لحاظ اسکے کہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء میں کچھ بھی موجود ہو، اس قانون کے تحت آنے والے تمام جرائم قابل دست اندازی اور قابل ضمانت ہونگے۔

(نوٹ) اس دفعہ میں ان جرائم کو قابل دست اندازی بنایا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ پولیس اس قسم کے جرائم پر کسی بھی فرد کو بغیر وارنٹ گرفتار کر سکے گی، یہ جرائم قابل ضمانت ہیں اور ان جرائم کی سزا زیادہ ایک ماہ سے ۳ ماہ تک ہے لہذا یہ بات یقینی ہے کہ ان جرائم میں گرفتار کیئے جانے والے افراد کو تھانے سے ہی ضمانت مل سکے گی اور ہمارے معاشرے کے تھانے کلچر میں اس طرح ملنے والی ضمانت شرفاء کی جیب پر اچھی خاصی بھاری پڑتی ہے۔

دفعہ ۲۶: قواعد بنانے کے اختیارات:

حکومت کو اس قانون کے تحت قواعد و ضوابط بنانے کا اختیار حاصل ہے۔

تبصرہ:

اُس قانون کے ابتدائیہ میں اور مقصد میں اُس بات کا ذکر قریب آؤں و حدسٹ کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ اولاد رسول اللہ (ص) کے کہا

حقوق ہیں اور اولاد کے فرائض اور والدین سے ان کے سلوک کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ مزید یہ کہ حکومت پاکستان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ہر شہری کے بنیادی حقوق کو محفوظ کرے اور ملک میں ایسا ماحول بھی بنائے کہ ہر شہری کے بنیادی حقوق اسے بآسانی مل سکیں۔ خاص طور پر بزرگ شہریوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ اپنی زندگی پر وقار طریقے سے گزار سکیں اور معاشرہ ان کے تجربے اور حکمت و دانش سے فائدہ اٹھاسکے۔ اس قانون کے پیش کرنے کے مقصد میں کہا گیا ہے کہ پوری دنیا میں ہونے والی تبدیلیوں کے پیش نظر قوم کو کچھ نئے حالات درپیش ہیں جس کی وجہ سے نئی قانون سازی کی ضرورت ہی ہے۔ پاکستان میں اوسطاً متوقع عمر میں خوش آئند اضافہ ہوا ہے جس سے آبادی میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ پہلی بار اس قانون میں اس قانون ساز اسٹبلی نے اس بات کو قبول کیا ہے کہ Joint family کے خاتمے اور گلوبالائزیشن کے نتیجے میں ہمارے بزرگوں کی ایک بڑی تعداد اپنے بچوں کے اس محبت و خیال اور ننان و نفقہ سے محروم ہو گئی ہے جو کہ ہمارا سماجی خاصہ تھا۔ اب ہمارے بزرگ جذباتی عدم والبستگی، ننان و نفقہ کی عدم فراہمی اور خیال نہ رکھنے جیسے مسائل سے دوچار ہیں۔ انہیں سماجی لحاظ سے بھی کوئی سہولت میسر نہیں ہے۔ ان حفاظتی کو سامنے رکھتے ہوئے اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ اولاد اپنے اخلاقی فرائض پورے کرے، اس قانون کو منظور اور نافذ کیا جائے گا۔

اس طرز کی قانون سازی پہلی بار پاکستان میں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس قانون سازی کے مقاصد جہاں کافی متاثر کن ہیں وہاں اس بات کو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ ان مقاصد کے حصول کے لیے حکومت کن tools کو استعمال کرنا چاہتی ہے؟ آیا ہمیں اس قانون سے یہ مقاصد حاصل ہو سکیں گے یا اس قانون کے نتیجے میں اولاد اور والدین کے درمیان ایک قانونی جنگ کا آغاز ہو گا؟ اس قانون کے اوپر دیئے گئے جائزے میں ہم نے مختلف دفعات میں موجود قانونی سقتم کی حقیقت المقدور نشاندہی کی ہے جو کہ نوٹ کی شکل میں موجود ہیں۔ مزید یہ کہ پورے قانون کو مجموعی طور پر دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکومتی کوششوں کا زیادہ تر منع اولاد ہے کہ وہ اپنے والدین اور بزرگ رشتہ داروں کا خیال رکھے اور انہیں ننان و نفقہ فراہم کرے۔ اس بات سے انکار نہیں کہ والدین کی ہر طرح سے دیکھ بھال کرنا اولاد کا اولین فرض ہے لیکن جو شہری اپنی پوری زندگی مختلف طیکسرزادا کر کے ملکی معیشت کے پہیہ کو چلاتا ہے اور اپنے آخر وقت تک طیکسرزادا کرتا رہتا ہے اس کے لیے حکومتی سہولیات بالکل بھی میسر نہیں ہیں۔ اس قانون میں بھی بزرگ کارڈ کے حصول کو لازمی بنا کر ان سہولیات کو بھی Categorize کر دیا گیا ہے جو کہ اس قانون کے نتیجے میں حکومت بزرگ افراد کو فراہم کرے گی۔ مستحق بزرگ کی نئی اصطلاح شامل کی جا رہی ہے لیکن مستحق کون سے بزرگ ہونگے اس بارے میں قانون خاموش ہے اس کی وضاحت قواعد و ضوابط میں کی جائے گی جو کہ حکومت بعد میں ترتیب دے گی۔ اس طرح جس سماجی تحفظ کا ذکر مقاصد قانون میں کیا گیا ہے وہ بے انتہا پیچیدگیوں اور قطاروں میں کھڑے ہونے کے بعد بزرگوں کو حاصل ہوگا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ حکومت صرف ۶۰ سال عمر اور قومی شناختی کارڈ کی شرط پر یہ تمام سماجی سہولیات ہمارے بزرگ افراد کو فراہم کر دیتی اور Benefit Old Age کا عمومی طور پر اجراء کرتی جو کہ ایک Offical Gazzatte کے ذریعے ممکن تھا۔

اس قانون میں اولاد کو اپنے فرائض ادا کرنے کے پر پابند کرنے کے لیے جس طرح و راثت کے قوانین سے مذاق کیا گیا ہے وہ

ناقابلی بیان ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس قانون میں اقلیتوں کی وراثت کے قوانین، وقف، وصیت، ہبہ وغیرہ کو بالکل ہی صرف نظر کر دیا گیا ہے اور ملکیت کی تعریف بھی مشتبہ بنادی گئی ہے۔ اولاد کو ایسی جائداد کے حوالے سے ذمہ دار قرار دیا جا رہا ہے جو کہ اُسے ابھی قانونی طور پر نہ تو منتقل ہوئی ہے نہ ہی اسکی وراثت بنی ہے۔ مستقبل میں حاصل ہونے والی کسی جائداد اور حق کے حوالے سے کی جانے والی یہ پاکستان کی تاریخ کی پہلی قانون سازی ہے۔

ہمارے بزرگوں کی اس حالت کی وجہ گلو بلازیشن اور Joint family کے نظام کے خاتمے کو تسلیم کرنے کے باوجود ان وجوہات کے خاتمے پر حکومت کوئی توجہ نہیں دے رہی۔ مسلسل پچھلے کچھ عرصہ کے دوران سامنے آنے والے اور منظور کیئے جائے والے قوانین میں یہ بات تواتر کے ساتھ دیکھنے میں آئی ہے کہ حکومت کی پُر زور کوشش ہے کہ معاشرے میں موجود اخلاقی بے راہ روی اور عدم برداشت کو قوانین کے ذریعے کنٹرول کرے لیکن یہ ناممکن ہے کہ کسی انسان کو جبراً قانون کے ذریعے اس کی اخلاقی ذمہ داریوں کو انجام دینے پر پابند بنایا جاسکے۔

اس قانون میں موجود ٹریبونل، اپیلٹ ٹریبونل، ان کا از خود نوٹس کا اختیار، ایسے جرائم کا قابل دست اندازی پولیس ہونا اور اس سارے عمل میں N.G.Os کا کردار اس معاملے کو اسی شکل میں لے آئے گا جو آج کل ہمیں خواتین کے حقوق کے حصول کے حوالے سے درپیش ہیں۔ کیا ہم نے معاشرے کے ایک حصے پر اس سارے عمل کو اپنا کرتا تھا جب حاصل نہیں کر لیا کہ آج ہم مردوخاتین میں حقوق کے حصول کی ایک نہ ختم ہونے والی جگہ دیکھتے ہیں اور عدم برداشت میں بے انتہا اضافہ دیکھ رہے ہیں۔ کیا ہم ایسی ہی جگہ والدین اور اولاد کے درمیان بھی دیکھنا چاہتے ہیں؟ حکمت و دانش کا تقاضہ ہے کہ ماضی کی غلطیاں نہ دوہرائی جائیں اور معاملات کو فہم و فراست کے ساتھ حل کیا جائے۔ معاشرے میں قوت برداشت اور تحکیم کا ماحول قائم کرنا بھی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ صرف قوانین بنانے سے یہ معاملات حل نہیں ہونگے۔ یہ مسائل اچانک ایک دن میں نتوبیدا ہوئے ہیں اور نہ ہی یہ ایک جتنی قلم سے حل کیئے جاسکتے ہیں۔ اس کے لیے مستقل بنیادوں پر کام دل جمعی سیکر نے کی ضرورت ہے۔

یہ بات بھی قبل غور ہے کہ فیضی مقدمات میں نان و نفقہ کا مقدمہ جو کہ بیوی اور بچوں کی جانب سے کیا جاتا ہے اس کی کوئی مد نظر رکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ مقدمات کی بھرمار عدالت میں موجود ہے اور خواتین کو اپنانان و نفقہ لینے کے لیے کس طرح عدالت اور کیلوں کے آفس کے چکر لگانے پڑتے ہیں اور عدالت کے اخراجات الگ برداشت کرتی ہیں۔ یہ اس بات کا بعین ثبوت ہے کہ کچھ مسئلے محض اخلاقی کردار کو بہتر بنانے سے ہی بہتر طور پر حل ہو سکتے ہیں۔ ضروری ہے کہ حکومت قوم سازی کا فریضہ مستقل طور پر انجام دےتا کہ ایسے تمام معاملات کے لیے قوانین سازی کی ضرورت نہ ہو۔ معاشرے کے افراد اپنے فرائض کو اخلاقی اور لازمی سمجھ کر ادا کریں۔ اسکے لیے حکومت ایسے افراد کے لیے Special Incentives کا اہتمام کرے جو اپنے رشتہوں کا احترام کرتے ہوں اور ان کے اخراجات بخوبی اٹھاتے ہوں۔ ہمارے خیال میں ایسے تمام معاملات کو محض جرم بنادینے سے اس برائی کا خاتمہ ممکن نہیں اس کے لیے حکومت کو دیگر ذرائع بھی بروئے کار لانے چاہئیں۔ اس مقصد کے لیے Social

اگر حکومت پاکستان اپنے بزرگ افراد کو ریلیف فراہم کرنا چاہتی ہے تو ضروری ہے کہ وہ ریلیف اس تفریق کے بغیر ہو کہ کسی بزرگ کے بچے اور رشتہ دار اس کا خرچہ اٹھا سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر عمومی طور پر پاکستان کی Per Capita Income کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہو جائے گا کہ پاکستان کے شہریوں میں اس مہنگائی میں اخراجات اٹھانے کی کتنی سکت ہے۔ اگر ٹیکسٹر کو دیکھا جائے تو پاکستان میں براہ راست اور بواسطہ ٹیکسٹر سے کوئی بھی بچا ہوانہیں ہے۔ دیگر مالک میں اس طرح کے تمام ریلیف اور سہولیات شہریوں کا لازمی حق سمجھ کر دی جاتی ہیں اور ہمارے ہاں ایسی سہولیات کو پہلے ہی ریلیف کا نام دے کے انسان کی عزت نفس کو پامال کر دیا جاتا ہے کجا کہ بزرگ کارڈ کے لیئے بزرگ افراد کا لائنس میں لگنا اور ریلیف حاصل کرنا۔ لہذا ایک اسلامی فلاجی ریاست ہوتے ہوئے پہلے ایسے اقدامات کی ضرورت ہے کہ بچوں کو اپنے والدین، اخراجات کے لحاظ سے ایک بوجھ محسوس نہ ہوں اور حکومت اپنے بزرگوں کو own کرے اس کے بعد ہی کسی قسم کی سزا اور جرمانے کا اطلاق کیا جائے۔

پاکستان میں کچھ عرصے پہلے گھر بیوی شد کا قانون متعارف کروایا گیا ہے۔ اس میں تشدید کی تعریف یا اقسام میں معاشری تشدید کو شامل کیا یعنی نان و نفقہ کی ضرورت کو پورا نہ کرنے کو بھی تشدید کی تعریف میں شامل کر دیا گیا ہے اور اس ہی قانون میں متنازعہ فرد کی تعریف میں کوئی مخصوص جنس کو شامل نہیں کیا گیا ہے گویا متنازعہ فرد اس تعریف کے مطابق ایک عورت بھی ہو سکتی ہے اور ایک بوڑھا باپ یا ماں بھی تو اگر اس قانون کے تحت ماں باپ اپنان ان و نفقہ عدالت سے طلب کر سکتے ہیں۔ لیکن عمومی رجحان یہ دیکھنے میں آیا کی اس قانون کے صرف اور صرف خواتین کے حقوق کے حصول کی جگہ کے تناظر میں لکھا، پڑھا اور سمجھا گیا۔ یہ قانون سب سے پہلے سنده اس بملی نے ۲۰۱۳ میں منظور کیا اس کے بعد دیگر صوبوں نے بھی یہ قانون بنایا لیکن آج تک اس قانون کا صحیح اور فائدہ مندرجہ نفاذ سنده میں ہی نہ کیا جاسکا ہے۔ اس قانون میں بھی نفاذ کے اعتبار بہت پیچیدگیاں ہیں لہذا یہ قابل عمل نہ ہوگا۔

Analysis made by:

Women Islamic Lawyers' Forum (WIL Forum)

Karachi.

Research Department Team:

Advocate Talat Yasmeen

Advocate Afshan Saleem

Advocate Rahila Khan

Advocate Zeeshan Ahmed

